سانحہ لال مسجد: مذاکرات کیوں اور کیسے ناکام ہوئے؟

مولانا عبدالقدوس محمدی

سانحہ لال مسجد پاکستانی تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے۔2 جولائی 2007ء سے 10 جولائی تک وفاقی دارالحکومت کے وسط میں آتش وآہن کی جو بارش ہوئی، جس طرح مسجد کی بے حرمتی کی گئی، قرآن کریم کے اوراق جلائے گئے، بچوں اور بچیوں کو شہید کیا گیا، ان پر فاسفورس بم برسائے گئے۔ان حالات وواقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی انسان لرز اٹھتا ہے، لیکن المیہ یہ ہے کہ ساڑھے پانچ برس بیت جانے کے باوجود بھی اس افسوسناک سانحے سے متعلق حقائق قوم کے سامنے نہیں لائے گئے، سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے دیگر بہت سے مستحسن فیصلوں کی طرح حالیہ دنوں میں لال مسجد، جامعہ حفصہ کمیشن تشکیل دیا اور اس واقعے کے اسباب ومحرکات، حالات وواقعات اور شہداء ولاپتہ افراد کی تفصیلات جاننے کی کوشش کی، یہ کہنا تو قبل از وقت ہوگا کہ اس کمیشن کی رپورٹ اور سفارشات کا حشر کیا ہوگا؟ تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ اس کمیشن میں دیئے گئے بیانات، کمیشن کی رپورٹ اور سفارشات تاریخ کا حصہ بن جائیں گی۔ چونکہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین نے سانحہ لال مسجد کے دوران مذاکرات، مفاہمت، مصالحت کے حوالے سے کلیدی کردار ادا کیا اور یہ اکابر بہت سی کہی ان کہی، سنی ان سنی داستانوں کے امین ہیں، اس لئے انہوں نے اس کمیشن کے روبرو سانحہ لال مسجد کے صرف اس حصے کو، جس مین وہ براہ راست شریک اور موجود رہے، بلاکم وکاست پیش کردیا۔

•سانحہ لال مسجد کے دوران ہونے والے مذاکرات کی ناکامی کا یہ باب اس وقت اس لئے بھی قوم کے سامنے آنا ضروری ہے کہ عوامی لانگ مارچ اور دھرنے کے شرکاء سے ہونے والے مذاکرات کے دوران جب پوری قوم کی نظریں ان مذاکرات پر لگی ہوئی تھیں اور پھر جب چوہدری شجاعت حسین نے اپنی مختصر گفتگو میں یہ کہا کہ ’’ہم نہیں چاہتے تھے لال مسجد جیسا سانحہ دوبارہ رونما ہوجائے‘‘ تو اس سانحے کے دوران ہونے والے مذاکرات کی ناکامی کی تلخ یادیں تازہ ہوگئیں۔ایسے میں لوگوں میں یہ بحث چل رہی ہے کہ آج جس طرح مذاکرات کے ذریعے مسئلہ حل کرلیا گیا۔2007ء

میں ایسا کیوں نہ ہوسکا؟ اور اپنی ہی قوم کے بچوں اور بچیوں پر کیوں فاسفورس بم برسادیئے گئے؟ اسے حسن اتفاق ہی کہا جاسکتا ہے کہ وفاق المدارس کے قائدین عین اس موقع پر ان مذاکرات کی ناکامی کی تفصیلات کمیشن کے روبرو پیش کررہے ہیں جس سے عوام الناس کو بہت سے سوالات کے جوابات مل جائیں گے۔

وفاق المدارس کے قائدین کا لال مسجد کمیشن میں پیش ہونے سے قبل مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی کی سربراہی میں اجلاس ہوا، جس میں ملک کے نامور قانونی ماہرین کی موجودگی میں گھنٹوں بحث مباحثے کے بعد وفاق المدارس کے قائدین کا جو تحریری بیان تیار کیا گیا، راقم الحروف کو اسے قلمبند کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اسے وفاق المدارس کے جنرل سیکریٹری مولانا محمد حنیف جالندھری نے وفاق المدارس کے ایک اعلیٰ سطحی وفد کے ہمراہ تمام اکابر کی نمائندگی کرتے ہوئے کمیشن کے سامنے زبانی اور تحریری طور پر پیش کیا، وہ ریکارڈ قارئین کی معلومات کے لئے پیش خدمت ہے، اس بیان کے ذریعے بہت سے حالات و واقعات کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

لال مسجد، جامعہ حفصہ رضی اللہ عنہ کمیشن کے روبرو سانحہ لال مسجد کے بارے میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مذاکراتی ٹیم کا بیان...... ''ہم حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ

(۱)......بتاریخ 2 جولائی 2007ء جب لال مسجد اور جامعہ حفصہ رضی اللہ عنہ کے خلاف حکومتی آپریشن کا آغاز ہوا تو اس وقت ملک بھر کے درد دل رکھنے والے مسلمانوں میں تشویش و اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ وفاق المدارس کی دینی، تعلیمی اور ملکی و ملی خدمات کے باعث پوری قوم کی نظریں وفاق المدارس کے قائدین پر لگی ہوئی تھیں اور خود وفاق المدارس کی قیادت بھی اس حوالے سے فکر مند تھی کہ ملک و قوم کو اس نازک صورتحال سے نجات دلانے کے لئے عملی کوششیں کی جائیں۔ چنانچہ وفاق المدارس کی قیادت نے خونریزی اور خوفناک تصادم کو رکوانے کے لئے پیش رفت کا فیصلہ کیا۔

(۲)......8 جولائی 2007ء کو حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم (صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان و مہتمم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی)، مفتی محمد رفیع عثمانی (رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، صدر جامعہ دارالعلوم کراچی کورنگی) حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر (نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان و مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی) مولانا محمد حنیف جالندھری (جنرل سیکریٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان و مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان) مولانا زاہد الراشدی (شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ) مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان (ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ کراچی) مولانا امداد اللہ (ناظم تعلیمات جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) اور دیگر جید علمائے کرام آکر اسلام آباد میں جمع ہوئے۔

(۳)......اس موقع پر یہ طے ہوا کہ سب سے پہلے حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین صاحب سے رابطہ کیا جائے اور ان سے بات کرکے مزید پیش رفت کے امکانات کا جائزہ لیا جائے۔ چوہدری

صاحب سے فون پر بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ وہ ابھی ایک گھنٹے کے بعد وزیر اعظم سے ملاقات کے لئے جا رہے ہیں، اس لئے آپ حضرات ابھی آسکیں تو آجائیں، ہم اس وقت کھانے کے لئے میز پر بیٹھ چکے تھے، مگر کھانا وہیں چھوڑ کر فوراً چوہدری شجاعت حسین صاحب کے ہاں پہنچے، تو وہ وفاقی وزراء جناب نصیر خان، جناب انجینئر امیر مقام اور دیگر رفقاء کے ہمراہ ہمارا انتظار کر رہے تھے۔

(۴)......حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کے زیر قیادت اس وفد میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب، مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا ڈاکٹر عادل خان، مولانا محمد حنیف جالندھری اور مولانا زاہد الراشدی کے علاوہ اسلام آباد اور راولپنڈی کے علمائے کرام میں سے مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا محمد نذیر فاروقی، مولانا ظہور احمد علوی، مولانا محمد شریف ہزاروی اور دیگر علمائے کرام بھی شامل تھے۔ اس وفد کی طرف سے متکلم مفتی محمد رفیع عثمانی تھے۔

(۵)......اس موقع پر مفتی محمد رفیع عثمانی نے وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے چوہدری شجاعت حسین سے کہا:

> ''طاقت کا استعمال کسی مسئلے کا حل نہیں ہوا کرتا، اس لئے ہم یہ مطالبہ لے کر آئے ہیں کہ آپ فوری طور پر حکومتی آپریشن کو بند کروائیں اور بات چیت کے ذریعے معاملات کو حل کروائیں، گولیاں چلانا بند کردیں، انسانی ہمدردی کی بنیاد پر لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں موجود طالبات، طلبہ اور دیگر افراد کو خوراک اور بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں، عبدالرشید غازی صاحب نے جو شرائط باہر نکلنے کے لئے پیش کی ہیں، انہیں یکسر مسترد کرنے کی بجائے ان پر دوبارہ غور کرلیا جائے، تا کہ کوئی قابل عمل درمیانی راستہ نکالا جاسکے اور ممکنہ خونریزی کو روکا جاسکے۔''

(۶)......اس موقع پر مولانا محمد حنیف جالندھری نے اس بات کا حوالہ دیا کہ ایسے مواقع پر انسانی جانوں کو بچانے کے لئے عبدالرشید غازی صاحب کی شرائط سے زیادہ سخت شرائط دنیا میں تسلیم کی جاتی رہی ہیں بلکہ خود پاکستان میں سابق صدر جنرل محمد ضیاالحق مرحوم کے دور میں کابل ایئرپورٹ پر کھڑے پی آئی اے کے اغوا شدہ طیارے میں موجود ایک سو پچیس مسافروں کی جانیں بچانے کے لئے پاکستان کی مختلف جیلوں سے تین سو کے لگ بھگ افراد کو رہا کردیا گیا تھا، اس لئے اگر لال مسجد اور جامعہ حفصہ رضی اللہ عنہ میں موجود افراد بالخصوص بچوں اور عورتوں کی جانیں بچانے کے لئے عبدالرشید غازی صاحب کے مطالبات پر سنجیدگی سے غور کرلیا جائے تو خونریزی کو روکا جاسکتا ہے۔

(۷)......ہم نے اپنا موقف اور جذبات چوہدری شجاعت حسین صاحب اور ان کے رفقاء تک اس خیال سے پہنچا دیئے کہ وہ صدر اور وزیر اعظم صاحب کو لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے خلاف مسلح آپریشن کے بارے میں دینی حلقوں کے جذبات اور تشویش سے آگاہ کریں گے۔ چوہدری شجاعت حسین صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ ہمارا یہ موقف اور جذبات وزیر اعظم اور صدر مملکت تک پہنچا دیں گے اور ان کی پوری کوشش ہوگی کہ معاملات کو افہام وتفہیم کے ساتھ حل کرنے اور

تصادم کے امکانات کو روکنے کے لئے کوئی قابل عمل راستہ نکالا جائے۔

(۸)......8 جولائی 2007ء کو نماز مغرب کے بعد مولانا محمد حنیف جالندھری کا وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق سے رابطہ ہوا تو انہوں نے بتایا کہ وہ خود ہمارے پاس آرہے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد وہ ہماری قیام گاہ پر آگئے اور ان کے ساتھ کم وبیش ایک گھنٹہ تک انہی امور پر گفتگو ہوئی۔

(۹)......انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم کے ساتھ آپ حضرات کی ملاقات کا پروگرام طے کیا جارہا ہے۔

(۱۰)......اعجاز الحق صاحب کی اس ملاقات کے بعد ہم نے صدر جنرل پرویز مشرف سے براہ راست ملاقات کے لئے وفاق المدارس کی طرف سے ایک مکتوب بذریعہ فیکس بھجوایا اور اس بارے میں ایوان صدر کے ایک متعلقہ سینئر آفیسر جنرل شفاقت صاحب کے ساتھ مولانا محمد حنیف جالندھری کی فون پر گفتگو بھی ہوئی۔

(۱۱)......اگلے روز 9 جولائی 2007ء کو سہ پہر اڑھائی بجے وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب کے ساتھ وفاق المدارس کے وفد کی ملاقات ہوئی، جس میں مولانا سلیم اللہ خان صاحب، مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب، مولانا حکیم محمد مظہر صاحب، مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب، مولانا ڈاکٹر عادل خان صاحب، مولانا زاہد الراشدی صاحب، مفتی محمد اور مولانا قاضی عبدالرشید بھی شامل تھے، جب کہ وزیر اعظم کے ساتھ پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین صاحب، اعجاز الحق صاحب، محمد علی درانی صاحب، طارق عظیم صاحب اور دیگر حضرات تھے۔

(۱۲)......وزیر اعظم نے علمائے کرام کی اسلام آباد آمد کا خیر مقدم کیا، ان کے مصالحتی جذبہ کو سراہا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ اللہ کرے یہ کوشش کامیاب ہو اور انسانی جانوں کو بچایا جاسکے۔ انہیں وفاق المدارس کے موقف اور جذبات سے آگاہ کیا گیا، جس کی اطلاع انہیں پہلے بھی مل چکی تھی اور جو نکات چوہدری شجاعت حسین صاحب کے ساتھ ملاقات میں زیر بحث آئے تھے، وہ وزیر اعظم کے سامنے پھر دہرائے گئے، جن میں عبدالرشید غازی صاحب کو محفوظ راستہ دینے کے بارے میں بھی بات ہوئی۔

(۱۳)......اس موقع پر طے پایا کہ آج ہی (بتاریخ 9 جولائی 2007ء) وفاق المدارس کا وفد بطور ثالث حکومتی ٹیم اور عبدالرشید غازی صاحب کے مابین مفاہمت ومصالحت کی ہر ممکن کوشش کرے گا، حکومتی ٹیم با اختیار ہوگی اور متعلقہ مسائل ومعاملات کو افہام وتفہیم سے حل کرے گی۔

(۱۴)......چوہدری شجاعت حسین (صدر پاکستان مسلم لیگ) کی سربراہی میں حکومتی ٹیم تشکیل پائی، جس میں سینیٹر محمد علی درانی، سینیٹر طارق عظیم، اعجاز الحق اور چوہدری وجاہت شامل تھے، جبکہ مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کی سربراہی میں وفاق المدارس کا وفد تشکیل پایا جس میں مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا مفتی محمد نعیم، مولانا ڈاکٹر عادل خان، مولانا امداد اللہ اور مفتی عبدالحمید ربانی شامل تھے۔

(۱۵)......وزیراعظم صاحب کی میٹنگ میں طے شدہ پروگرام کے مطابق وفاق المدارس کا وفد اور حکومتی مذاکراتی ٹیم کے اراکین اسی شام تقریباً پانچ بجے لال مسجد سے تقریباً دوسو قدم کے فاصلے پر پہنچ گئے، لیکن وہاں موجود سیکورٹی فورسز نے دونوں وفود کو وہاں سے آگے لال مسجد کی طرف جانے سے بلا جواز سختی سے روک دیا، حالانکہ ہماری کوشش اور خواہش تھی کہ دونوں وفود لال مسجد کے اندر جاکر عبدالرشید غازی صاحب سے براہ راست ملاقات اور مذاکرات کریں۔

(۱۶)......اس موقع پر وفاق المدارس کے وفد نے یہ تجویز بھی دی کہ اگر پورے وفد کو اجازت نہیں دی جاسکتی تو کم از کم صرف تین حضرات یعنی مولانا امداد اللہ (ناظم تعلیمات جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی) مولانا ڈاکٹر عادل خان (ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ کراچی) اور مولانا مفتی عبدالحمید ربانی (صدر مفتی جامعہ اشرف المدارس کراچی) کو لال مسجد کے اندر جانے کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن اس تجویز کو بھی وہاں موجود سیکورٹی فورسز نے سختی سے مسترد کردیا۔

(۱۷)......مندرجہ بالا صورتحال کے بعد مجبوراً لال مسجد کے قریب واقع ایک خالی مکان جو سیکورٹی فورسز کے کنٹرول میں تھا اور اس کا پانی بھی منقطع تھا، اس میں دونوں وفود کے بیٹھنے کا بندوبست کیا گیا، اسی اثناء میں عبدالرشید غازی صاحب کے نمائندے کے طور پر مولانا فضل الرحمان خلیل بھی آگئے اور (بذریعہ ٹیلی فون) باقاعدہ مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوگیا، ہم عبدالرشید غازی صاحب کی بات سن کر حکومتی ٹیم کو اور حکومتی ٹیم کی بات غازی صاحب کو بتاتے تھے، ان رابطوں اور مذاکرات کے مطابق ایک معاہدہ کی تحریر کا عمل شروع کیا گیا، جس میں وفاق المدارس کی طرف سے مولانا زاہد الراشدی اور حکومت کی طرف سے وزیر مملکت سینیٹر طارق عظیم نے حاضرین کے مشوروں اور اتفاق سے تحریر کا عمل سر انجام دیا، جس کی ایک ایک شق پر دونوں طرف سے طویل غور وخوض اور گفتگو ہوئی۔ (''لال مسجد کمیشن'' طے شدہ معاہدہ کی تحریر سابق سینیٹر طارق عظیم سے طلب کرے، کیوں کہ وہ تحریر انہی کے پاس ہے اور اس کی کوئی کاپی ہمیں نہیں دی گئی)

(۱۸)......اس معاہدے میں حسب ذیل امور متعلقہ طور پر طے کیے گئے:

(الف)......عبدالرشید غازی صاحب کو ان کے اہل خانہ اور ذاتی سامان سمیت ان کے آبائی گاؤں (روجھان، راجن پور) میں ان کے گھر منتقل کردیا جائے گا۔

(ب)......جامعہ حفصہ میں مقیم طالبات کو حاجی کیمپ اسلام آباد لے جایا جائے گا جہاں جاکر انہیں ان کے سرپرستوں کے سپرد کردیا جائے گا، جب کہ لال مسجد میں موجود طلباء اور دیگر لوگوں کو اسپورٹس کمپلیکس اسلام آباد لے جایا جائے گا، جہاں ان کے بارے میں فرداً فرداً اسکروٹنی کا عمل ہوگا، ان میں سے کسی کو بھی لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے تنازع کے حوالے سے درج کسی مقدمے میں گرفتار نہیں کیا جائے گا، البتہ ان میں سے کوئی فرد لال مسجد کے تنازع سے پہلے کے کسی کیس میں مطلوب ہوا تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

(ج)......عبدالرشید غازی صاحب لال مسجد، جامعہ حفصہ رضی اللہ عنہ اور جامعہ فریدیہ اسلام آباد، تینوں اداروں

سے دست بردار ہو جائیں گے۔

(د)......جامعہ حفصہ رضی اللہ عنہ اور جامعہ فریدیہ کو وفاق المدارس کی نگرانی میں دے دیا جائے۔

(ر)......لال مسجد کا انتظام وانصرام حسب ضابطہ محکمہ اوقاف اسلام آباد کے سپرد ہو گا اور لال مسجد کے خطیب کا تقرر وفاق المدارس کے مشورہ سے کیا جائے گا۔

(۱۹)......جب یہ متفقہ معاہدہ تحریر کیا جا چکا اور اس معاہدے پر دستخط کا مرحلہ آیا تو حکومتی ٹیم کے اراکین کمرے سے باہر چلے گئے اور کچھ دیر کے بعد آ کر کہنے لگے کہ ہمیں یہ معاہدہ لے کر صدر صاحب کے پاس ایوان صدر جانا پڑے گا جس پر وفاق المدارس کے وفد نے اس بنیاد پر شدید اعتراض کیا کہ وزیر اعظم کے ساتھ ملاقات کے موقع پر وزیر اعظم اور حکومتی ٹیم نے برملا یقین دلایا تھا کہ وہ مکمل طور پر با اختیار ہے، اس لئے مزید کسی اتھارٹی سے اس معاہدے کی توثیق نہیں کروانی، جس پر چوہدری شجاعت حسین نے کہا کہ یہ محض رسمی کارروائی ہے اور چوہدری صاحب نے کہا کہ آپ حضرات انتظار کریں، ہم تھوڑی ہی دیر میں واپس آ رہے ہیں اور مزید کہا کہ معاہدے پر عمل آج رات ہی مکمل کر لیا جائے گا اور یہ بھی کہا کہ وہ جامعہ حفصہ اور لال مسجد میں موجود لوگوں کو منتقل کرنے کے لئے گاڑیوں کا بندوبست کریں گے۔

(۲۰)......اس موقع پر دونوں وفود نے اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا اور اطمینان کا اظہار کیا کہ معاملات خوش اسلوبی سے طے پا گئے ہیں، ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور حکومتی وفد ایوان صدر کی طرف روانہ ہو گیا۔

(۲۱)......حکومتی وفد صرف چند منٹ میں واپسی کا وعدہ کر کے گیا تھا، لیکن جب انتظار طویل ہوتا گیا تو ہمارے ذہنوں میں تشویش پیدا ہوئی اور جب رات اڑھائی بجے کے لگ بھگ چوہدری شجاعت حسین صاحب اپنی ٹیم کے ہمراہ واپس آئے تو ان کے چہرے بجھے ہوئے تھے، ان کے پاس طے شدہ متفقہ تحریر کے بجائے ایک اور مختصر تحریر تھی، جو انہوں نے وفاق المدارس کے وفد کے حوالے کی، بغور پڑھنے سے معلوم ہوا کہ اس نئی تحریر میں متفقہ معاہدے کی تمام نکات کو یکسر تبدیل کر دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ "اس نئی تحریر کے بارے میں "ہاں" یا "ناں" میں جواب دیں، نیز ہمارے پاس وقت بہت کم ہے، ہمیں صرف آدھ گھنٹہ دیا گیا ہے جس میں سے پندرہ منٹ گزر چکے اور صرف پندرہ منٹ باقی ہیں۔" جب اس نئی تحریر کے بارے میں عبدالرشید غازی صاحب کو بذریعہ فون بتایا گیا تو انہوں نے کہا:

"دیکھا! میں نے آپ حضرات سے پہلے ہی کہا تھا کہ حکومت کی طرف سے وعدہ خلافی ہو گی اور وہی ہوا۔"

(۲۲)......اس کے بعد ہمیں وہاں سے زبردستی واپس بھیج دیا گیا اور اس متفقہ معاہدے کو مسترد کر دینے کے بعد وہ دردناک المیہ برپا کر دیا گیا جس پر آج بھی دل خون کے آنسو روتا ہے...... "انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

☆......☆......☆